اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۳ر جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت جلسہ سالانہ میں غیر معمولی طور پر مصروف رہنے کے سبب طبیعت ناساز ہوگئی۔ چنانچہ ۱۰۳ درجہ تک بخار ہو جاتا رہا۔ سینہ اور گلے پر شدید فلو کا اثر رہا جسم میں بھی درد رہی مگر بعد میں قدرے افاقہ ہو گیا۔ ۱۸ر جنوری کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ کل شام بخار پھر ۱۰۱ درجہ تک ہو گیا۔ کھانسی بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے گذشتہ رات نیند بھی پوری طرح نہیں آسکی۔ احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۱۷ر جنوری۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال ناساز چلی آرہی ہے بعد از ان اور دورانِ سر کی تکلیف کے علاوہ بجدم ضعف کی وجہ سے بات بھی نہیں کر سکتیں۔ احباب حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۲ر جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

— ہندوستانی احمدیوں کا جو قافلہ ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے ۹ر جنوری کو قادیان سے روانہ ہوا تھا۔ مورخہ ۱۸ر جنوری کو دس بجے رات بخیریت واپس دارالامان پہنچ گیا۔ جملہ احباب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح خیریت سے رہے۔ الحمد للہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۷

شمارہ ۴

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ ۷/- روپے
ششماہی ۴/- روپے
ممالک غیر ۱۰/- روپے

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۵ر جنوری ۱۹۶۸ء	۲۴ر شوال ۱۳۸۷ھ	۲۵ر صلح ۱۳۴۷ ہش

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا نہایت روح پرور مقدس اور بابرکت ۷۶واں الٰہی جلسہ سالانہ

اکنافِ عالم سے آنے والے ایک لاکھ پروانوں کا اجتماع

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطاب علمائے سلسلہ کی پُرمغز تقاریر

انفرادی و اجتماعی پرسوز دعاؤں کے قیمتی مواقع اور مجالس ذکر کا انعقاد

قادیان ۱۱ر جنوری خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ دارالہجرۃ ربوہ میں جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں سالانہ جلسہ شان و شوکت اور نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اور مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے سو سال قبل جو خبر دی گئی تھی۔ کہ

یاتون من کل فج عمیق

یاتیک من کل فج عمیق

کہ دور دراز سے لوگ تیرے پاس چلے آئیں گے۔ اس الٰہی جلسہ میں شریک ہونے والا ہر شخص بچشم خود اس عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر رہا تھا جبکہ مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اندرون ملک کے علاوہ دنیا کے دور دراز کے علاقوں امریکہ۔ برطانیہ۔ مغربی جرمنی۔ ہالینڈ۔ مشرقی افریقہ۔ ماریشس۔ سنڈیجی۔ جزائر فجی۔ بھارت اور دوسرے ممالک سے خاصی تعداد میں دیوانہ وار کھنچے چلے آئے۔ اور اس کثرت سے آئے کہ جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والے احباب کی تعداد ایک لاکھ کے قریب جا پہنچی جبکہ گذشتہ سال جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کی مجموعی تعداد ۵۸ ہزار تھی۔

باوجودیکہ اس سال یہ جلسہ رمضان کے معاً بعد آیا اور ملازمت پیشہ افراد کے لئے اسی قسم کی اور دوسری بہت سی روکیں تھیں پھر بھی احباب نے اتنی بڑی تعداد میں حرجوں کی پرواہ کئے بغیر مشکلات پر قابو پاتے ہوئے قربانی اور ایثار کا شاندار نمونہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جلسہ کے ایام موسم لطیفہ خوشگوار رہا۔ اگرچہ رات کے وقت کسی قدر ابر آلود ہو جاتا رہا مگر دن کے وقت جلسہ کے تینوں روز موسم کھل جاتا اور دھوپ چمکتی رہی۔ اس سال سردی نسبتاً زیادہ رہی مگر جذبۂ اشتیاق اور ایمانی حرارت نے سردی کی شدت کا احساس تک نہ ہونے دیا اور میزبانوں نے حق میزبانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور شمع احمدیت کے پروانوں نے جلسہ کے سبھی پروگراموں میں شمولیت اختیار کی۔ اور ہر وقت ذکر الٰہی اور عبادات میں گذارا۔ حکومتِ ہند کی اجازت اور پاکستانی حکومت منظوری کے مطابق ۲۳۴ ہندوستانی احمدیوں کا ایک قافلہ بھی ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوا۔ یہ قافلہ ۹ر جنوری کو صبح بسوں پر قادیان سے روانہ ہو کر بارڈر پر پہنچا اور اسی روز لاہور سے بذریعہ سپیشل ٹرین ۲ بجے رات ربوہ پہنچا۔ ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر شدید سردی کے باوجود خاصی تعداد میں احباب استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ دوسری جماعتوں کی طرح ہندوستانی احمدیوں کے لئے بھی اجتماعی طور پر قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ اور ان کے لئے دارالضیافت میں جگہ مخصوص کی گئی تھی۔

جلسہ کے تینوں روز مسجد مبارک میں علاوہ پنجگانہ فرض نمازوں کے نماز تہجد بھی باجماعت ادا کی جاتی رہی جس میں بڑی تعداد میں احباب شریک ہوتے رہے۔ نماز فجر کے بعد علمائے سلسلہ نے باری باری تفسیر قرآن کریم اور احادیث کے درس دیئے۔ اور احباب جماعت نے خوب خوب استفادہ کیا۔

قربانی و ایثار اور اطاعت و فدائیت کی درخشندہ مثالیں

یہ امر کہ افسر صاحب جلسہ سالانہ کی زیر نگرانی جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کے قیام و طعام کے پہلے سے بڑھ کر اور زیادہ وسیع پیمانے پر انتظامات کئے جاتے ہیں۔ پھر بھی کارکن بجا طور پر اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ انتظامات ناکافی ثابت ہوں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے بموجب ہر سال ہی جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ کرتا چلا آرہا ہے۔ اندازہ سے بڑھ کر مہمانوں کی تشریف آوری کا سیلاب ہر سال یا پریشان کن ہوتا ہے بلکہ خدائی وعدہ کے پہلے سے بڑھ کر عظیم الشان ظہور پر وہ خوش ہوتے اور فرطِ خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور خوشی کے عالم میں وہ اسی قدر محنت اور جانفشانی سے

دعائے خاص کی تحریک

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

بڑی پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی طبیعت علیل رہتی ہے اور کمزوری بھی بہت ہو گئی ہے۔ نیز چھوٹی پھوپھی جان حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی طبیعت ان دنوں بہت ناساز ہے اور انہیں زیادہ تکلیف ہے۔

میں احباب جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ ان دونوں مبارک وجودوں کی صحت و عافیت اور لمبی زندگی کے لئے خاص دعا فرمائیں۔

(روزنامہ الفضل ۱۶ جنوری)

مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

کام کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہمانوں کی غیر معمولی کثرت کے باعث انتظامات میں کبھی کوئی مالایطاق قسم کا خلل واقع ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ لیکن امسال مہمانوں کی کثرت کے باعث نہیں جو بحمد اللہ پہلے سال کی نسبت بہت بڑھ گئی تھی بلکہ بعض نانبائیوں کے سراسر غیر متوقع اور انتہائی افسوسناک طرز عمل کے باعث انتظامات میں ایک ایسا خلل واقع ہوا جسے دور کرنا بظاہر کارکنان کے بس میں نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فوراً ہی ایسے سامان بہم پہنچائے کہ وہ غیر متوقع اور اچانک رونما ہونے والا خلل دیکھتے ہی دیکھتے دور ہو گیا۔ اس موقع پر جو نقشہ گزرا وہ اپنے اندر آدم اور شیطان کی جنگ کا رنگ لئے ہوئے تھا جس میں بالآخر آدم فتحیاب ہوا۔ اور اس کے نتیجہ میں قربانی و ایثار اور [illegible] اطاعت کی ایسی درخشندہ مثال قائم ہوئی جو فی الاصل جلسہ سالانہ کی ایک عظیم الشان برکت اور اس کے نہایت ہی شیریں ثمر کا درجہ رکھتی ہے۔

ہوا یوں کہ ۱۰، ۱۱ جنوری کی درمیانی شب کو اچانک لنگر خانہ نمبر ۱ یعنی مرکزی لنگر خانہ دارالصدر کے نانبائیوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے ۱۱ جنوری کی صبح کو ہزاروں ہزار مہمانوں کے واسطے روٹیاں مہیا کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس پر محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ اور ان کے بارہ نمبرہ و سو مقامی کارکنان کا پریشان ہونا لازمی تھا انہیں فکر یہ تھا کہ کہیں مہمانوں کو بروقت کھانا نہ ملنے کی وجہ سے جلسہ وقت پر شروع نہ ہو سکے۔ اس رات لنگر خانہ نمبر ۱ میں صرف ۹ ہزار روٹیاں ہی پک سکیں جبکہ ضرورت پوری کرنے کے لئے ۴۵ ہزار روٹیوں کی ضرورت تھی۔ جب اس صورت حال کا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو علم ہوا تو حضور نے ۱۱ جنوری کو نماز فجر کے بعد مسجد مبارک میں احباب کو اس صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ ہر شخص خواہ وہ مقامی ہو یا باہر سے آیا ہوا ہو۔ خواہ وہ جماعتی قیام گاہوں میں مقیم ہو یا کسی پرائیویٹ مکان میں وہ اس دن صبح صرف ایک روٹی پر ہی اکتفا کرے یعنی صرف ایک روٹی کھائے اس سے زیادہ نہیں نیز ربوہ کے مقامی باشندوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان کے ہاں جو مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں وہ ایک روٹی فی کس کے حساب سے ان کے لئے گھروں میں روٹیاں پکوائیں اور اس سے زائد جو روٹیاں پکوا سکیں انہیں محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ کے دفتر میں پہنچوا دیں۔ تاکہ وہ روٹیاں جماعتی قیامگاہوں میں ٹھہرنے والے مہمانوں کو مہیا کی جا سکیں۔

دفتر معلومات نے جیپوں پر لاؤڈ سپیکر نصب کر کے اور انہیں سارے شہر میں گھما کر حضور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد فوراً ہی ربوہ کے کونہ کونہ میں نشر کرا دیا ادھر محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے سرگودہا، لائلپور اور بعض دوسرے مقامات کی طرف جیپیں بھجوا کر نئے نانبائی منگوانے کا انتظام کیا۔ آن کی آن میں جلسہ پر آئے ہوئے ہزاروں ہزار احباب اور اہل ربوہ اپنے امام ہمام کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اطاعت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ادھر دوسرے لنگر خانوں کے کارکنان اور رضاکاروں نے لنگر خانہ نمبر ۱ میں روٹی کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور خدمت اور [illegible] کی نہایت اعلیٰ مثال قائم کر دکھائی دوسری طرف گھروں سے بھی محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ کے دفتر اور لنگر خانہ میں پکی پکائی روٹیاں پہنچنی شروع ہو گئیں چنانچہ ۱۱ جنوری کی صبح کو مہمانوں اور اہل ربوہ نے اپنے امام ہمام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صرف ایک ایک روٹی ہی کھائی حتی کہ سامنے میزبانوں کی طرف سے زیادہ روٹیاں پیش بھی کی گئیں انہوں نے ایک روٹی سے زیادہ کھانے سے انکار کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کا افتتاح حسب پروگرام بروقت عمل میں آیا۔ اور جو انتظامات میں جو رخنہ واقع ہوا تھا وہ مہمانوں کے قربانی و ایثار اور جذبہ اطاعت نیز میزبانوں کے جذبہ خدمت کی بدولت بروقت دور کیا گیا۔

یہ صورت حال صرف ایک وقت جاری رہی۔ ۱۱ جنوری کی شام سے جماعتی قیامگاہوں میں پوری مقدار میں روٹی پہنچنی شروع ہو گئی۔ اور ۱۲ جنوری کی صبح سے تو جملہ مہمانوں کو خواہ وہ جماعتی قیامگاہوں میں ٹھہرے ہوئے تھے یا پرائیویٹ گھروں میں قیام پذیر تھے حسب ضرورت پورا کھانا ملنے لگا۔

جلسہ سالانہ کی ایک نہایت ہی عظیم الشان برکت یہ تھی کہ اس میں شرکت کی غیر معمولی سعادت حاصل کرنے والے ہزارہا خوش نصیب احباب کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعدد خطابات سے مستفید ہونے کا اولین موقعہ میسر آیا۔ اس طرح انہیں قرآنی علوم و معارف اور حقائق و دقائق سے اپنی جھولیاں بھرنے ایمان و یقین میں ترقی کرنے غلبہ اسلام کی جدوجہد کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو کر خدمت اسلام و خدمت سلسلہ کے نئے عزائم اور نئے ولولوں سے مالامال ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضور ایدہ اللہ کا افتتاحی خطاب

حضور ایدہ اللہ نے ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء کو صبح دس بجے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر ایک دعائیہ خطاب اور پرسوز اجتماعی دعا سے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے اپنے اس افتتاحی خطاب کا آغاز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پرسوز دعاؤں سے فرمایا جو حضور علیہ السلام نے اس الٰہی جلسہ میں شمولیت کی غرض سے سفر اختیار کرنے والوں کے حق میں کی ہیں اور جو اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے آخر میں درج ہیں۔ حضور نے یہ دعائیں پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کریں جو خاص اس ضمن میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس تعلق میں ہماری سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ہمارا سارا وقت دعاؤں میں بسر ہو۔ حضور نے فرمایا پس ان بابرکت ایام میں اپنے اوقات کو دعاؤں سے معمور رکھیں۔ اپنے لئے بھی دعائیں کریں اور اپنے ہم وطنوں اور دنیا کے سب مکینوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خاص طور پر یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حالات کو غلبہ اسلام کے لئے ہر طرح سے ممد بنا دے۔

اس کے بعد حضور نے جلسہ پر آئے ہوئے ہزارہا مہمانوں کے لئے کھانے کے انتظام میں پیش آمدہ مشکلات کا ذکر فرمایا۔ (اس کی تفصیل مذکورۃ الصدر خلاصہ میں درج ہو چکی ہے) حضور نے فرمایا جب مجھے یہ رپورٹ ملی کہ لنگر خانہ نمبر ۱ کے نانبائیوں نے اچانک کام کرنے سے انکار کر دیا ہے تو ایک لمحہ کے لئے بھی میرے دل میں گھبراہٹ پیدا نہیں ہوئی۔ کیونکہ جو دل میرے سینہ میں دھڑک رہا ہے وہ ہر ایک بھائی کے سینہ میں بھی دھڑک رہا ہے۔ میں جانتا تھا کہ اگر بھوکا رہ کر ہی جلسہ کی برکات سے مستفیض ہونا پڑے تو احباب اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ وہ بھوکے رہ کر بھی جلسہ کی برکات سے مستفیض ہوں گے۔ اور ضرور ہوں گے۔ روٹی نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے وہ جلسہ میں حاضر ہونے سے کسی حال میں بھی باز نہیں رہ سکتے۔ حضور نے فرمایا یہ مشکل جو شیطانی تحریک کے نتیجہ میں رونما ہوئی ہے جلسہ میں رکاوٹ ڈالنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ ابتلاء جاری رہے اور ابھی کچھ وقت اور ہمیں کھانے کو پورا نہ مل سکے تو اس سے جلسہ کے انعقاد اور خیر و خوبی کے ساتھ اس کے جاری رہنے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

آخر میں حضور نے جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والے ہزاروں ہزار احباب کو نہایت ہی پرسوز درد و دعاؤں سے نوازا۔ یہ خصوصی دعائیں بھی جلسہ سالانہ کا ایک عظیم الشان ثمرہ تھیں۔ جن سے ہزاروں ہزار حاضر احباب بہرہ ور ہوئے۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ احباب جنہیں تین دن تک ان بابرکت ایام میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ برحق کی ان خصوصی دعاؤں کا مورد بننے کی [illegible] سعادت نصیب ہوئی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور دعا کرانے سے قبل فرمایا کہ آج سب سے اہم دعا جو ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو ہدایت نصیب ہونے کے سامان پیدا کرے۔ حضور نے اس سلسلہ میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے نہایت درد سے فرمایا آپ سمجھ نہیں سکتے کہ دنیا کس قدر نازک دور سے گذر رہی ہے۔

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز یعنی ۱۲ جنوری ۱۹۶۸ء کو دو بجے کے قریب جلسہ گاہ میں تشریف لا کر پہلے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز سے قبل حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورۃ الحجر کی آیات ۴۵ تا ۵۰

إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

کی لطیف تفسیر بیان فرمائی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کو تکبر اور خود بینی سے بچنا چاہیئے اور استغفار کی طرف بہت ہی متوجہ رہنا چاہیئے

استغفار کے معنی یہ ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرے کہ وہ اس کی بشری کمزوریوں کو ڈھانپ دے

احباب کثرت سے وقفِ عارضی کیلئے اپنے نام پیش کریں اور بار بار پیش کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

کوئی دس دن ہوئے مجھے ایگزیما کا شدید حملہ ہوا تھا۔ دورانِ سر کی تکلیف بھی رہی اور ضعف بھی پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ میری اور آپ کی دعاؤں کو سنا اور بیماری سے شفا عطا کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ابھی کچھ تھوڑی سی ہمت باقی ہے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی دور ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کام کی توفیق دیتا چلا آرہا ہے اور آئندہ بھی اسی پہ بھروسہ اور توکل ہے۔

اس وقت میں اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر فرد واحد کو جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتا ہے پوری توجہ کے ساتھ اور پوری کوشش کے ساتھ اور پوری ہمت کے ساتھ

تکبر اور خود بینی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے

اور استغفار کی طرف بہت ہی متوجہ رہنا چاہیئے۔

ایک متکبر اور خود بین انسان وہ ہے جو اپنی ذات میں کچھ کمال سمجھتا ہے اور کسی طاقت بالا سے کمال کے حصول کی احتیاج محسوس نہیں کرتا خود کو صاحب علم جانتا ہے اور وہ علوم کا منبع اور سرچشمہ ہے اس سے غافل رہتا ہے۔ اس وہم میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں منور ہے۔ اور وہ جو زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس سے روشنی کے حصول کا خیال اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتا اور خود کو طاقت سمجھتا ہے۔ اور وہ جو قادر و توانا ہے اس سے طاقت حاصل کرنے کے لئے اسلام نے جو ذرائع بتائے ہیں۔ ان ذرائع کو استعمال نہیں کرتا۔

یہ متکبر انسان اپنے لئے اپنے خیالات اور اپنے جذبات اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں ایک جہنم پیدا کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے کہ اَذٰلِکَ خَیۡرٌ نُّزُلًا اَمۡ شَجَرَۃُ الزَّقُّوۡمِ ۔ اِنَّا جَعَلۡنٰہَا فِتۡنَۃً لِّلظّٰلِمِیۡنَ ۔ اِنَّہَا شَجَرَۃٌ تَخۡرُجُ فِیۡۤ اَصۡلِ الۡجَحِیۡمِ ۔ طَلۡعُہَا کَاَنَّہٗ رُءُوۡسُ الشَّیٰطِیۡنِ یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم بتلاؤ بہشت کے باغ اچھے ہیں یا زقوم کا درخت جو ظالموں کے لئے ایک بلا ہے۔ وہ ایک درخت ہے۔ جو جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے یعنی تکبر اور خود بینی سے پیدا ہوتا ہے یہی دوزخ کی جڑ ہے۔ اس کا شگوفہ ایسا ہے جیسا کہ شیطان کا سر۔ شیطان کے معنی ہیں ہلاک ہونے والا۔ . . . . یہ لفظ شیطان [illegible] سے ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ اس کا کھانا ہلاک کن ہے تو جہنم کی جڑ تکبر اور خود بینی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ان آیات میں اس بات کی وضاحت کی ہے۔ تو کوئی شخص ایک ہی وقت میں متکبر اور جنتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ جس کے دل سے زقوم کا درخت نکلے۔ جس کے دل اور جس کی روح میں دوزخ اور جہنم پرورش پا رہی ہے۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کیسے کھولے جا سکتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں

وہ انسان ہوتے ہیں

جو اپنے نفس کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ انسان ایک بشر ہے۔ اور ساری بشری کمزوریاں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ اس کی فطرت بدی کی طرف مائل ہوتی ہے اور وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم محض اپنی کوشش اور اپنے زور سے اپنے نفس کی۔ اس رنگ میں اصلاح نہیں کر سکتے کہ وہ خدا تعالیٰ سے دور ہونے سے بچ جائے۔ اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ ہمارے اندر کوئی طاقت نہیں۔ اس لئے ایسا انسان اپنی فطرت کو کمزور پاتے ہوئے اسی یقین پر قائم ہوتا ہے کہ میرے اندر کوئی کمال نہیں میں نے ہر کمال اللہ تعالیٰ کی کامل ذات سے حاصل کرنا ہے۔

میرے اندر کوئی قدرت اور طاقت نہیں

میں نے سب طاقتیں طاقتوں کے منبع سے حاصل کرنی ہیں۔ میرے اندر کوئی علم نہیں وہ جس کے علم نے ذرہ ذرہ کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس سے میں نے علم کو حاصل کرنا ہے اور میرے اندر کوئی نور نہیں۔ جب تک میرا آسمانی باپ میرے لئے نور اور روشنی کے سامان پیدا نہ کرے۔ تب وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔

استغفار کے صحیح معنی

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کئے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرے کہ اس کی بشری اور فطری کمزوریوں کو اللہ تعالیٰ ڈھانک دے [illegible] اور ظاہر نہ ہوں۔ تو ایسا شخص جو اپنی فطرت کو اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔ اور اس کی فطری کمزوریوں کی معرفت رکھتا ہے وہ شخص تکبر کو جہنم کی جڑ سمجھتا ہے اور جنت وہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے بے نفسی کی زندگی گزارتا ہے وہ ہر وقت اپنے رب کے حضور جھکا رہتا ہے اور ہر آن اس سے یہ درخواست کرتا ہے کہ اے میرے رب میرے اندر کوئی کمال نہیں تو میری استعداد کے مطابق مجھے کمال دے۔ میرے اندر کوئی روشنی نہیں لیکن میں روشنی سے محبت رکھتا ہوں تو نور کے سامان میرے لئے پیدا کر دے۔ میں جاہل ہوں علم کا کوئی دعوےٰ نہیں رکھتا لیکن یقین پر قائم ہوں کہ تو ہر علم کا سرچشمہ ہے اس چشمہ سے مجھے سیراب کر۔ اور جو شخص جتنا جتنا استغفار کرتا چلا جاتا ہے۔ اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

کیا ہی پیارا فقرہ فرمایا ہے

کہ "خواہش استغفار فخر انسان ہے"۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور اندھا ہے نہ سوجاکھا۔ اور ناپاک ہے نہ طیب"۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے یعنی تکبر اور خود بینی وہاں دوزخ کی آگ کا روپ لے لیتی ہے اور انکسار اور بے نفسی جس کے نتیجہ میں انسان بے اختیار ہو کر بڑی کثرت کے ساتھ ہر وقت اور ہر آن خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہتا ہے اس کا یہ فعل اور یہ [illegible] اور اس کے یہ اعمال جنت کے [illegible] اور جنت کی نہریں اور جنت [illegible] میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو جس طرح دوزخ کی جڑ [illegible] نفس میں ہے اسی طرح جنت کا [illegible] بھی خود انسان کے اندر ہے۔

اور یہ منبع جو فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے بیج کے طور پر ہوتا ہے اور انسانی فطرت کو صرف یہ طاقت عطا کی گئی ہے کہ وہ بے طاقت ہو کر اور اپنے نفس میں کوئی ذاتی خوبی اور کمال نہ پا کر اپنے رب کے حضور جھک جائے اور بالائی طاقت کو اپنی طرف کھینچے اور اس طرح پر اس کی جنت حسین نشو و نما کو حاصل کرے۔

استغفار تو ہر وقت ہی کرنی چاہیئے

اللہ تعالیٰ جن کو توفیق دیتا ہے اور سمجھ عطا کرتا ہے، وہ کوئی وقت بھی بغیر استغفار کے نہیں رہتے۔ بہت سی چیزوں کا انحصار عادت پر بھی ہوتا ہے۔ اب ہم میں سے بہت سے گھروں سے نکلتے ہیں سودا لینے کے لئے بازار جاتے ہیں۔ ہم ادھر ادھر کے پراگندہ خیالات ذہن میں رکھ کر بھی یہ فاصلے طے کر سکتے ہیں۔ اور ہم استغفار کرتے ہوئے بھی وہی فاصلے طے کر سکتے ہیں۔ ایک سیکنڈ بھی زیادہ وقت نہیں لگے گا لیکن ایک صورت میں ہم نے اپنا وقت ضائع کر دیا اور دوسری صورت میں ہم نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا۔ تو یہ عادت ڈالنی چاہیئے ہم میں سے ہر ایک کو۔ کہ استغفار کو اپنا شعار بنائے خالی لفظ نہ ہوں جو اس کے منہ سے نکل رہے ہوں بلکہ استغفر اللہ کے ساتھ ای کا یہ احساس بھی پوری شدت کے ساتھ بیدار ہو کہ میں کچھ نہیں، ہر طاقت، ہر علم، ہر ترقی، ہر بھلائی، ہر خیر میں نے اپنے رب سے ... کرنی ہے۔ میرے اندر اپنا ذاتی کوئی کمال نہیں ہے ... اگر کوئی خوبی میرے اندر اس نے رکھی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ میں اسبابت کا اقرار کروں کہ میرے اندر کوئی ذاتی کمال نہیں اور اپنے رب کے ساتھ تعلق کو استوار اور پختہ کرنے کی کوشش کروں اور پھر ہمارا رب جو بڑا ہی مہربان ہے اور غفور ہے وہ ہماری حالت کو دیکھ کے اور ہماری التجاء کو سن کر اپنے فضلوں کو ہم پر نازل کرے اور ہمیں طاقت بھی دے ہمیں علم بھی دے ہمیں روحانی روشنی بھی دے جو اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ کے مطابق ہمارے کام آنے والی ہو۔ اور ترقی کی راہیں ہم پر کھلتی رہیں۔ اور ترقی کے ... مقام اور ہر مرحلہ پر ہمارے ... اندر یہ احساس

رہے کہ یہاں تک بھی ہم خدا کے فضل سے ہی پہنچے اپنی طاقت سے نہیں پہنچے لیکن جو اگلی منزل ہے اس کے مقابلہ میں یہ بھی ایک ناقص مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیئے

کہ اس نقص کو بھی وہ اپنے فضل سے دور کر دے اور اس ناقص مقام سے نکال کے ہمیں نسبتاً بہتر مقام تک پہنچا دے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت سے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر تم استغفار کی بجائے تکبر اور خود بینی میں مبتلا ہو گئے تو اپنے سینہ میں اپنے دل میں اپنی روح میں ایک جہنم کی پیدائش کے سامان پیدا کر رہے ہو گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

استغفار تو جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہر وقت ہی کرنی چاہیئے۔ ہر آن میں اس طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ لیکن بعض اوقات انسان کا ذہن زیادہ صاف ہوتا ہے۔ بعض دوسرے اوقات کی نسبت۔ تو ہم میں سے جو دوست وقف عارضی پر گئے ہیں انہوں نے یہ مشاہدہ کیا ہے۔ اور ان کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ہمارے بھائی اخلاص کے ساتھ وقف عارضی کے لئے باہر جاتے ہیں اس وقت وہ دنیوی علائق سے آزاد ہوتے ہیں گھر کا کوئی فکر نہیں ہوتا پوری توجہ کے ساتھ اور پورے انہماک کے ساتھ وہ استغفار کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو بڑی کثرت کے ساتھ اپنے پر نازل ہوتا دیکھتے ہیں تو یہ بھی ایک اچھا موقع ہے استغفار توجہ کے ساتھ کرنے کا۔ تو اس ضمن میں میں اشارۃً جماعت کو اس طرف بھی متوجہ کر دیتا ہوں کہ

وقف عارضی کے لئے بڑی کثرت کے ساتھ اپنے نام پیش کریں

اور بار بار پیش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص ایسا کر سکتا ہو اور اس کے رستہ میں کوئی خاص دشواری نہ ہو کہ جس کا دور کرنا اس کے لئے ممکن ہی نہ ہو تو اسے سال میں ایک سے زائد دفعہ بھی اپنے آپ کو وقف عارضی کے لئے پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن ہر سال ایک دفعہ تو ضرور اس وقف میں حصہ لینا

چاہیئے تاکہ ایک قسم کی ٹریننگ اور استغفار کرنے کی تربیت بھی اسے مل جائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فضل کرے تو جس طرح اس زمانہ میں بہت سے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو نازل ہوتے دیکھا ہے۔ کثرت سے استغفار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور زیادہ کثرت سے ان پر نازل ہوتے رہیں سارا سال ہی نازل ہوتے رہیں۔

تو استغفار کے معنی یہ ہیں کہ انسان ہر وقت اپنے رب سے یہ درخواست کرتا رہے کہ مجھ میں بشری اور فطرتی کمزوریاں ہیں۔ اور میں اپنی ان بشری اور فطری کمزوریوں سے واقف ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اپنی ذات میں میرے اندر کوئی خوبی اور کمال نہیں لیکن اے میرے رب! تو نے میرے دل میں یہ خواہش پیدا کی ہے کہ میں تیرے قرب کو حاصل کروں اور تیری مدد کے بغیر میں تیرا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ تیرے قرب کے حصول کے لئے جس طاقت کی مجھے ضرورت ہے۔ جس نور کی مجھے ضرورت ہے جس علم کی مجھے ضرورت ہے جس کمال کی مجھے ضرورت ہے وہ تو ہی دے تو مجھے مل سکتا ہے ورنہ نہیں مل سکتا۔ پس اے میرے رب! میں تیرے حضور عاجزی اور تضرع سے جھکتا ہوں اور تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تو میری بشری اور فطری کمزوریوں کو ڈھانک دے اور آسمانی نور سے مجھے منور کر دے اور قرآن کریم کی برکات سے مجھے حصہ دے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی کے نتیجہ میں تیری جو محبت ایک انسان کو حاصل ہو سکتی ہے وہ محبت تو ہمیں عطا کر۔

پس ہر وقت

استغفار کی طرف ہر احمدی کو متوجہ رہنا چاہیئے

اور ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہیئے کہ تکبر اور خود بینی کا کوئی شائبہ بھی ہمارے نفسوں میں باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کے امام کو آپ کی ضرورت ہے

تحریک وقف جدید کا آغاز فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے خدمتِ دین کی تڑپ رکھنے والوں کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا تھا کہ :-

"میں چاہتا ہوں اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دل میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی رح اور حضرت شہاب الدین صاحب سہروردی کے نقش قدم پر چلیں تو جو آج جماعت کے نوجوان اپنی زندگیاں تحریک جدید کے ماتحت وقف کرتے ہیں وہ اپنی زندگیاں براہ راست میرے سامنے وقف کریں تاکہ میں ان سے ایسے طریق پر کام لوں کہ وہ مسلمانوں کو تعلیم دینے کا کام کر سکیں وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں ہمارا ملک آبادی سے بالکل ویران ہیں۔ لیکن روحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے۔ اور آج بھی چشتیوں کی ضرورت ہے۔ سہروردیوں کی ضرورت ہے۔ اور نقش بندیوں کی ضرورت ہے.......... پس میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان ہمت کریں اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لئے وقف کریں"!

کیا آپ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں وقف کے لئے اپنے نام پیش کریں گے۔

مرزا وسیم احمد

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ فاضلہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ انچارج صوبہ بہار

(۳)

دشمنوں سے حسن سلوک

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے چچا زاد بھائی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین صاحب حضور کے سخت ترین مخالف تھے بلکہ وہ حقیقتاً اسلام کے بھی دشمن تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایذا رسانی کے لئے حضور کے گھر کے قریب والی مسجد مبارک کے رستہ میں دیوار کھینچ دی اور مسجد میں آنے جانے والے نمازیوں اور حضور کے ملاقاتیوں کا رستہ بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے حضور کو اور قادیان کی قلیل سی جماعت احمدیہ کو سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ اور وہ گویا قید کے بغیر ہی قید ہو کر رہ گئے۔ ناچار اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے وکلاء کے مشورہ سے قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی اور ایک لمبے عرصہ تک یہ تکلیف۔ وہ مقدمہ چلتا رہا۔ اور بالآخر خدائی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فتح ہوئی۔ اور یہ دیوار گرائی گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے حضور سے اجازت لینے بلکہ اطلاع دینے تک کے بغیر مرزا امام الدین صاحب اور مرزا نظام الدین صاحب کے خلاف خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے قرقی کا حکم جاری کرا لیا۔ اس پر مرزا صاحبان نے جن کے پاس اس قرقی کی بے باقی کے لئے پورا روپیہ نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑی لجاجت کا خط لکھا۔ اور یہاں تک کہلا بھیجا کہ بھائی ہو کر اس قرقی کے ذریعہ ہمیں کیوں ذلیل کرنے لگے ہو؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان حالات کا علم ہوا۔ تو آپ اپنے وکیل پر سخت خفا ہوئے۔ کہ میری اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری کیوں کرائی گئی ہے اسے فوراً واپس لو۔ اور دوسری طرف مرزا صاحبان کو جواب بھجوایا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں۔ کوئی قرقی نہیں ہوگی۔ یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے"۔

حضور کا یہ ان خونخوار کے ساتھ حسن سلوک ہے جن کی دشمنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور جو حضور کی مٹھی بھر جماعت کو منتشر کرنے کے لئے ایک خطرناک تدبیر کرتے ہیں۔ اور پھر اس تدبیر کو کامیاب بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اور جھوٹا سچا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے مگر جب وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ اور ظالم ہوتے ہوئے شکایت گلہ کرتے ہیں۔ تو اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مظلوم ہوتے ہوئے معذرت کرتے ہیں۔ کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے وکیل نے مجھ سے پوچھے بغیر یہ ڈگری حاصل کرا دی ہے۔

یہ سلوک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عدیم المثال سلوک کی اتباع میں تھا۔ جو آپ نے فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے معاند اور مغلوب دشمنوں سے فرمایا تھا کہ:-

اِذهبوا انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم۔

اکرام ضیف

مہمان نوازی ایک اعلیٰ درجہ کا خلق ہے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی سنکر جب بڑے وثوق کے ساتھ حضور پر ایمان لائیں۔ اس موقعہ پر آپ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ میں فلاں فلاں اخلاق پائے جاتے ہیں اور ایسے اخلاق کا آدمی کبھی ہلاک نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے حضرت خدیجہ رضہ نے حضور کے خلق اکرام ضیف کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔

یہ خلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ حضور کی مہمان نوازی کے روح پرور اور ایمان افروز بے شمار واقعات میں سے صرف دو واقعات پیش کئے جاتے ہیں:-

۱۔ حضرت عبداللہ سنوری بیان فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیت الفکر میں لیٹے ہوئے تھے اور میں پیر دبا رہا تھا۔ کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی۔ میں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا۔ مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی۔ اور پھر اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے"۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۸۹)

۲۔ مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ:-

"ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ بھی میرے ساتھ تھیں۔ جو بھیرہ سے حضرت صاحب کی بیعت کے لئے تشریف لائی تھیں۔ اور اسی سال انہوں نے حضرت صاحب کی بیعت کی تھی جب ہم واپس ہونے لگے تو حضرت صاحب یکہ پر سوار ہونے کی جگہ تک ساتھ تشریف لائے اور ہمارے لئے کھانا منگوایا۔ کہ ہم ساتھ لے جائیں۔ وہ کھانا لنگر والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا تھا تب حضرت صاحب نے اپنے عمامہ میں سے قریب ایک گز کپڑا لمبا پھاڑ کر اس میں روٹی کو باندھ دیا"۔

(ذکر حبیب)

خیرات

صدقہ اور خیرات کی [illegible] کہ ہر مذہب نے کی ہے اور [illegible] ہمدردی سے گہرا تعلق ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ذات [illegible] صفات میں یہ خلق بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا پایا جاتا تھا۔ حضور کی حیات طیبہ میں اس کے بے شمار واقعات میں سے صرف دو روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ مائی حیات بی بی صاحبہ نے بیان کیا کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لائے اور ملازمت کے زمانہ میں رہے تو ...... جو تنخواہ مرزا صاحب لاتے محلہ کی بیوگان اور محتاجوں کو تقسیم کر دیتے کپڑے بنوا دیتے یا نقد دے دیتے اور صرف کھانے کا خرچ رکھ لیتے تھے"۔ (سیرت المہدی حصہ سوم)

۲۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ جب حضرت [illegible] باہر سے اندرون خانہ تشریف لے جا رہے تھے کسی فقیر نے آپ سے سوال کیا مگر اس وقت لوگوں کی باتوں میں آپ فقیر کی آواز کو صاف طور پر سن نہیں سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کسی فقیر نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے۔ لوگوں نے اسے تلاش کیا۔ مگر نہ پایا لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ فقیر خود بخود آ گیا۔ اور آپ نے اسے کچھ نقدی دے دی۔ اس وقت آپ محسوس کرتے تھے کہ گویا آپ کی طبیعت پر سے ایک بھاری بوجھ اٹھ گیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس فقیر کو واپس لائے حضور کا یہ معمول تھا کہ حتی الوسع سوالی کو خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیتے تھے۔

دیانتداری

دنیا میں بہت لوگ دیانتداری کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو امتحان کے وقت اس کسوٹی پر پورے اتریں اور پھر ایسے لوگ اور بھی کم دکھائی دیتے ہیں کہ جو دیانتداری کے باریک در باریک اصولوں سے واقفیت رکھتے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس خلق میں بھی بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

"ایک دفعہ حضرت صاحب قادیان کی [illegible]

اور شیخ حامد علی صاحب ساتھ تھے راستہ پر ایک کھیت کے کنارے ایک چھوٹی سی بیری تھی اور اسے بیر لگے ہوئے تھے۔ اور ایک بڑا عمدہ پکا ہوا لال بیر راستہ پر گرا ہوا تھا۔ میں نے چلتے چلتے اسے اٹھا لیا اور کھانے لگا۔ حضرت صاحب نے فرمایا نہ کھاؤ اور وہیں رکھ دو آخر یہ کسی کی ملکیت ہے۔ حضرت عبداللہ سنوری بیان کرتے ہیں کہ اس دن سے آج تک میں نے کسی بیری کے بیر بغیر اجازت مالک اراضی کے نہیں کھائے۔ کیونکہ جب میں کسی بیری کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے یہ بات یاد آ جاتی ہے۔

(سیرت المہدی حصہ اول ص۱۰۹)

سچائی

دنیا میں بہت لوگ ہیں جو ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس خلق کو انسانی معاشرہ میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے باوجود دیکھا گیا ہے کہ سچ بولنے سے کسی کی عزت، جان یا مال کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو بڑے بڑوں کے پاؤں لڑکھڑانے لگتے ہیں۔ اور طرح طرح کی تاویلیں کر کے جھوٹ کو سچ کر دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ خلق بھی اکمل طور پر پایا جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ اسلام کی تائید میں ایک مضمون لکھ کر طباعت کی غرض سے اسے بذریعہ ڈاک امرتسر کے ایک عیسائی کے مطبع میں بھیجا جس کا نام رلیا رام تھا۔ پیکٹ کی دونوں طرفیں کھلی تھیں۔ اور اس میں حضور نے ایک خط بھی رکھ دیا تھا جس میں اسلام کی صداقت اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا۔ اور مضمون کو چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی۔ اس لئے اس عیسائی نے تعصب کی وجہ سے دشمنانہ حملہ کر دیا۔ اور مخبر بن کر افسران ڈاک سے حضور پر مقدمہ دائر کرا دیا۔ اس زمانہ میں ایسا کرنے پر پانچ صد روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید کی سزا تھی جس کی حضور کو کچھ خبر نہ تھی۔ وکلاء نے حضور کو مشورہ دیا کہ دروغگوئی کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ اور یہ صلاح دی کہ حضور اس طرح عدالت میں اظہار دے دیں کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور تسلی دی کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا۔ اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی۔ لیکن حضور نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔ چنانچہ دوسرے روز حضور ایک انگریز کی عدالت میں پیش ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس انگریز حاکم کے دل کو حضور کی طرف پھیر دیا۔ اور ڈاکخانہ جات کے افسر کی لمبی لمبی تقریروں کو انہوں نے نو نو کہہ کر رد کر دیا اور ایک ڈیڑھ سطر فیصلہ لکھ کر حاکم نے حضور کو مخاطب کر کے کہا کہ:-

"اچھا آپ کے لئے رخصت ہے۔"

حضور فرماتے ہیں یہ سن کر میں عدالت کے کمرے سے باہر آیا۔ اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔"

الہام الٰہی کی اطاعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام یہ ہے کہ

وسّع مکانک۔ یعنی اپنا مکان وسیع کر۔

آج اس الہام الٰہی کی چمک یورپ اور امریکہ کے مرغزاروں اور ایشیا و افریقہ کے براعظموں اور صحراؤں میں دکھائی دیتی ہے۔ جہاں جہاں جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد جماعت احمدیہ کے مکانوں کو اس الہام الٰہی کی برکت سے وسعت مل رہی ہے۔ لیکن جب یہ جلیل الشان الہام حضور پر نازل ہوا۔ اس وقت حضور کے پاس مالی وسعت نہ تھی تو حضور نے اپنے ایک مقرب صحابی حضرت عبداللہ سنوری رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ مکانات بنوانے کے لئے ہمارے پاس روپیہ نہیں۔ اس حکم الٰہی کی اس طرح تکمیل کر دیتے ہیں کہ دو تین چھپر بنوا لیتے ہیں۔ حضور نے حضرت عبداللہ سنوری کو اس کام کے لئے امرتسر بھیجا وہ چٹائیاں تیار کر کے لائے۔ اور بٹالہ سے قادیان تک اپنے سر پر اٹھا کر لائے۔ اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت میں یہ چٹائیاں حاضر کر دیں اور حضور نے محض الہام الٰہی کی تکمیل میں ان چٹائیوں کے ذریعہ سے ہی اپنے مکان کو وسعت دے دی۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نامساعد حالات میں بھی الہام الٰہی کی تعمیل کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔

مزاح

انسانی فطرت میں خوشی اور مسرت کا اظہار بطور طبعی تقاضا کے ودیعت ہے۔ اور جملہ طبعی تقاضے قوتِ فکر کے ساتھ مل کر برمحل استعمال ہونے سے اچھے اخلاق کا وجود اختیار کر لیتے ہیں۔ اور یہ اچھے اخلاق اگر دنیوی ملونی سے پاک ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکام کے تحت اختیار کئے جائیں۔ تو روحانیت کا رنگ لے لیتے ہیں۔ خَلق (خ کی فتح کے ساتھ) کا تعلق انسان کی جسمانی پیدائش سے ہے۔ اور خُلق (خا کے ضمہ کے ساتھ) کا تعلق انسان کی روحانی پیدائش کے ساتھ ہے۔ اور جس طرح دونوں الفاظ میں مطابقت پائی جاتی ہے اسی طرح انسان کی جسمانی اور روحانی پیدائش کی بنیاد بھی ایک ہے یعنی طبعی تقاضے جو انسان کی جسمانی پیدائش میں ودیعت کئے گئے ہیں ان کو قوت فکر کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا ہی اخلاق اور روحانیت کہلاتا ہے۔

بہرحال خوشی اور مسرت جو ایک طبعی تقاضا ہے۔ جب اسے برمحل بطور مزاح استعمال کیا جائے تو یہ مزاح ایک اچھے خلق کو ظاہر کرتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ:-

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یمازح ولا یقول الا الحق۔

یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مزاح کیا کرتے تھے لیکن مزاح میں حق بات ہی کہتے یہ نہیں کہ تہذیب کو خیرباد کہہ کر تمسخر و استہزاء کا طریق اختیار کرتے۔

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے بیان کیا کہ بعض اوقات حضور علیہ السلام کسی ہنسی کی بات پر ہنستے تھے اور خوب ہنستے تھے یہاں تک میں نے دیکھا ہے کہ ہنسی کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا جسے آپ انگلی یا کپڑے سے پونچھ دیتے تھے مگر آپ کبھی بیہودہ بات یا استہزاء والی بات پر نہیں ہنستے تھے۔ بلکہ اگر ایسی بات کوئی آپ کے سامنے کرتا تو منع کر دیتے تھے۔

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہمارے گھر میں ایک خادمہ عورت رہتی تھی جس کا نام "مہرو" تھا۔ وہ بیچاری ایک گاؤں کی رہنے والی تھی اور ان الفاظ کو نہ سمجھتی تھی جو ذرا زیادہ ترقی یافتہ تمدن میں مستعمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک خلال لاؤ۔ وہ جھٹ گئی اور ایک پتھر کا کھرل اٹھا لائی جسے دیکھ کر حضرت صاحب بہت ہنسے اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ دیکھو میں نے اس سے خلال مانگا تھا یہ کیا لے آئی ہے۔

اسی عورت کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ میاں غلام محمد صاحب کاتب امرتسری نے دروازہ پر دستک دی اور کہا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ کاتب آیا ہے۔ یہ پیغام لے کر وہ حضرت صاحب کے پاس گئی اور کہنے لگی۔ حضور! قاتل دروازے پر کھڑا ہے اور بلاتا ہے۔ حضرت صاحب بہت ہنسے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۲۴۸)

الاستقامت

قوت مقابلہ ایک طبعی تقاضا ہے جو انسانی فطرت میں ودیعت ہے۔ یہ قوت جب موقعہ محل پر استعمال ہوتی ہے تو ایک اعلیٰ درجہ کا "خلق" کہلاتی ہے۔ جسے استقامت کہتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات میں یہ خلق بھی اکمل طور پر پایا جاتا تھا۔ حضور کی ساری زندگی۔ مختلف فرقوں اور مذاہب کے لیڈروں کا مقابلہ کرتے ہوئے گذری۔ اور حضور نے اس راہ میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ آپ کو اپنے خدا داد مشن کی صداقت اور کامیابی پر ایسا یقین تھا کہ آپ نے اپنے اور اپنے مخالفوں کے درمیان حق و انصاف کا فیصلہ چاہتے ہوئے۔ اپنی جان اور اپنے مال و متاع اور اپنی عزت و آبرو اور اپنے جمیع کاروبار کی بازی لگاتے ہوئے۔ خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ اور کس جذبہ اور ولولہ سے فرماتے ہیں:-

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر

(باقی صفحہ ۸ پر)

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

(قسط نمبر ۴)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

زندہ رسول

احباب کرام! دنیا میں مختلف زمانوں۔ مختلف علاقوں اور قوموں میں خدا کے برگزیدہ مصلحین و ماموریں آئے۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ سے گیان و معرفت حاصل کرکے اپنی اپنی قوم کی اصلاح کی۔ مگر ان انبیاء و مرسلین کی لائی ہوئی تعلیم ایک محدود زمانہ اور ایک محدود علاقہ کے لئے ہوتی تھی۔ دُنیا ترقی کر چکی تھی۔ اور عقل انسانی اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی کامل اور عالمگیر رسول بھیجے۔ جس کا دائرہ عمل صرف ایک قوم یا علاقہ نہ ہو۔ بلکہ سب دُنیا ہو۔ جس طرح آدم اول کے زمانہ میں ایک ہی اُمت تھی اور ایک ہی کلام تھا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی ایک ہی کلام ہو۔ اور ایک ہی اُمت ہو۔ چونکہ سب قوموں کا ایک ہی خدا ہے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ تمام قومیں اور سب افراد ایک ہی نقطۂ مرکزی کی طرف جھکتے۔ یا ایک نقطہ پر جمع ہونے کے سامان ہوتے۔ اگر دُنیا روحانی طور پر ایک نقطہ پر جمع نہ ہوتی۔ تو خدائے واحد کی وحدانیت کس طرح ثابت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ آج سے قریباً ۱۴۰۰ سال قبل اللہ تعالیٰ نے عرب کی سرزمین میں مکہ بستی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ کی ذات بابرکات وہ نقطۂ مرکزی ہے جس پر قوموں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور آپؐ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنا پیغام ساری دنیا کو سنایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔

(ا) قل یا ایھا الناس انی
رسول اللہ الیکم جمیعاً
(اعراف)

(ب) وما ارسلناک الا رحمۃً
للعالمین (انبیاء)

کہ اے ہمارے حبیب! اعلان کر دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور ہم نے آپ کو سب دُنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

چنانچہ آپؐ نے مبعوث ہو کر روحانی دُنیا میں ایک شاندار انقلاب برپا کیا۔ اور بے نظیر اصلاح کا نمونہ دکھایا۔ آپؐ کی قوت قدسیہ کی برکت سے وحشی انسان بن گئے۔ اور انسان با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان باخدا ہو گئے۔ آپ کا یہ کمال صرف آپ کی جسمانی زندگی کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو عالمگیر اور تا ابد رہنے والی شریعت عطا فرمائی۔ اور اپنی رضا و خوشنودی حاصل کرنے اور فلاح و نجات کے لئے آپ کی اتباع و اطاعت کو لازمی قرار دیا۔ ارشاد خداوندی

اِن کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ (آل عمران)

میں لوگوں کو بتلا دیا گیا کہ اگر اب تم خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ تب خدا تم سے بھی محبت کرے گا چنانچہ امت محمدیہ میں بے شمار لوگوں نے آپ کے فیضان کی برکت سے روحانی مدارج کو حاصل کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ صالحیت، شہادت۔ صدیقیت اور نبوت کے روحانی درجات علی قدر مراتب آپ کے سچے متبعین پر کھلے ہیں۔ چنانچہ آپؐ کے روحانی فیضان کا اجرار آپ کے زندہ رسول ہونے کا ایک روشن ثبوت ہے۔ جیساکہ باقی انبیاء کرام اور رشیوں کی اتباع سے اب کسی کو بھی خدا کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اسبارہ میں اپنے مبارک وجود کو بطور تحدی و ثبوت پیش کرتے ہیں:۔

حضور فرماتے ہیں:۔

(ا) ”ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر ابدی زندگی رکھتے تھے۔ اور دوسرا کوئی نہیں رکھتا۔ آپ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرکے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور خوارق العادت خوارق اُن سے صادر ہوتے ہیں۔ فرشتے اُن سے باتیں کرتے ہیں۔ دعائیں اُن کی قبول ہوتی ہیں۔ اُن کا نمونہ ایک میں بھی موجود ہوں۔“ (دیکھیے زندہ رسول۔ الحکم ۱۳ مئی ۱۹۰۱ء)

(ب) ”میں بار بار لکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اُسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس میں میں صاحب تجربہ ہوں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتلایا گیا۔

کُل برکۃٍ من محمد صلی
اللہ علیہ وسلم فتبارک
من علّم وتعلّم۔

کہ تمام برکات جو آپ پر نازل ہوئی ہیں وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی روحانی فیضان کا نتیجہ ہیں اور حضور آپ کے بابرکت استاد اور آپ اُن کے بابرکت شاگرد ہیں۔

اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستان محمد
صلعم پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

نیز فرمایا:۔

(ج) ”اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا۔ اور آپ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔“ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

(د) ”میں اُسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہ تمام شرف مجھے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملا ہے۔ خدا نے مجھے میرے پر ترک واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اُس کی پیروی سے اور اُس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا۔ ..... میں کہتا ہوں وہ تمام انسانی روحیں جو مشرق اور مغرب میں آباد ہیں۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر ہمیشہ رہنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“ (تریاق القلوب ۲۱ طبع اول)

(ھ) ... طرح حضور نے متحدیانہ انداز میں تمام اہل مذاہب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ میں اُس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات و معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھیر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں اُن میں کوئی میری برابری کر سکے۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اب کہاں ہیں وہ پادری جو کہتے کہ نعوذ باللہ حضرت ... [illegible]

اسلام سے کوئی پیشگوئی یا کوئی امر خوارق عادت ظہور میں نہیں آیا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے؟ جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں؟ جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور میں صرف دعویٰ نہیں کرتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں۔ اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اُس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اگر دروازہ بند نہیں ہے۔ تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں۔ کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے پس یہ اسلامی حقیقت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔" (اربعین ص ۲۵)

زندہ کتاب مذہبی تعلیم کی بنیاد اُس صحیفہ آسمانی پر ہوتی ہے۔ جو خدا کی طرف سے اُس کے رسول کی معرفت مخلوق کی ہدایت کے لئے نازل کیا جاتا ہے مختلف زمانوں میں مختلف آسمانی صحائف وکتب نازل ہوئیں۔ مگر اُن کی تعلیمات بھی عارضی تھیں اور محدود لوگوں کے لئے تھیں۔ مگر جب زمانہ ترقی کر گیا۔ ضرورت تھی کہ کوئی کامل اور عالمگیر شریعت نازل ہو جو زندگی کے ہر شعبہ میں کام آسکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کامل صلے اللہ علیہ وسلم پر وہ کامل کلام بصورت قرآن مجید نازل فرمایا۔ جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور ہر قسم کی روحانی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور اقتصادی ضروریات کو پورا کرنے والی

کتاب ہے۔ جس کی لفظی اور معنوی حفاظت کا وعدہ خدا نے ان الفاظ میں فرمایا:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (الحجر)

کہ ہم نے ہی اس کلام کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ یہ وعدہ نہایت شان سے پورا ہوا۔ لفظی طور پر قرآن مجید آج اُسی طرح محفوظ ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ تحریر کے علاوہ حفاظ کے سینے بھی اس کلام پاک کی حفاظت پر مامور ہیں اور معنوی حفاظت کے لئے خدا نے اس امت میں مجددین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور اس زمانہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کو اس امر پر مامور فرمایا۔ آپ نے قرآن مجید کی صداقت وحقانیت کے ثبوت میں متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے خاص طور پر قابل ذکر "براہین احمدیہ" ہے۔ آپ نے اس کتاب میں نہایت تحدی کے ساتھ جملہ مذاہب کے پیروؤں کو اسلام کے مقابلہ میں اپنے اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کا چیلنج دیا اور براہین احمدیہ میں بیان کردہ دلائل کا مقابلہ کرنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر کسی کو مقابل پر دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ آپ کے اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس کتاب پر ریویو کرتے ہوئے ان شاندار الفاظ میں اعتراف کیا کہ

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں ... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے"

(اشاعت السنہ جلد ۷ ص ۶)

اسی طرح ۱۸۹۶ء میں لاہور میں "مذاہب عالم" کا جلسہ منعقد ہوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان نے اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی خوبیاں بیان کیں۔ اس جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بوجہ بیماری شامل نہ ہو سکے۔ مگر آپ کا مضمون حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس جلسہ میں پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون کے متعلق خدا تعالیٰ نے آپ کو پہلے سے خبر دی تھی کہ "یہ وہ مضمون ہے۔ جو سب پر غالب

آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اُس کو اوّل سے آخر تک سنیں۔ شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی۔ کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ۔ خواہ سناتن دھرم والے۔ یا کوئی اور کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے۔ کہ اُس روز اس کلام پاک کا جلوہ ظاہر ہو۔"

(تبلیغ رسالت)

چنانچہ اس لیکچر کے اختتام پر دوست دشمن نے اس مضمون کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ لاہور کے مشہور انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے بھی جس کے مالک اور ایڈیٹر اُس زمانہ میں سب عیسائی انگریز ہوتے تھے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ مرزا صاحب قادیانی کا مضمون سب سے بالا رہا۔ آپ کا یہ شاندار مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے شائع شدہ موجود ہے۔

الغرض حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے مختلف پیرایوں میں دنیا کے سامنے یہ بات بیان فرمائی۔ کہ اگر کوئی مذہب اس زمانہ میں زندہ ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک لیکچر میں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اُس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو۔ وہ آرام سے اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو کچھ عذر بھی تھا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے۔ اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ یہ باتیں سچ ہیں۔ اور خدا وہی ایک خدا ہے۔ جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے۔ جس کے قدم پر نئے سرے

سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں پس مبارک وہ ہے۔ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے۔"

(لیکچر زندہ رسول مندرجہ الحکم ۱۰ رمئی ۱۹۰۸ء ص ۲)

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق فاضلہ

— (بقیہ صفحہ ۶) —

اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق وشر
گر تو دید استی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش وتباہ کن کار من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلے من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن
اندکے افشائے آں اسرار کن

یعنی اے میرے قادر وذو الجلال خدا! اے وہ جو زمین و آسمان کا واحد خالق ومالک ہے! اے وہ جو اپنے بندوں پر بے انتہا رحم کرنیوالا اور ان کی ہدایت کا بے حد آرزومند ہے۔ ہاں اے میرے آسمانی آقا جو لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں پر نظر رکھتا ہے جس پر زمین وآسمان کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔ اگر تو دیکھتا ہے کہ میرا اندرونہ فسق و فساد اور فتنہ وشر کی نجاست سے بھرا ہوا ہے۔ اگر تو مجھے ایک بدفطرت اور ناپاک سیرت انسان خیال کرتا ہے تو میں تجھے تیرے جبروت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے رکھ دے اور میرے مخالفوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر تو میرے در و دیوار پر اپنے عذاب کی آگ برسا اور میرا دشمن بن کر میرے کاموں کو تباہ وبرباد کر دے۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرا اور صرف تیرا ہی بندہ ہوں اور اگر تو دیکھ رہا ہے کہ صرف تیرا ہی مبارک آستانہ میری پیشانی کی سجدہ گاہ ہے۔ اگر تو میرے دل میں اپنی وہ بے پایاں محبت پاتا ہے جس کا راز اس وقت تک دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے تو اے میرے پیارے آقا! تو مجھے اپنی محبت کا کرشمہ دکھا۔ اور میرے عشق کے پوشیدہ راز کو لوگوں پر ظاہر فرما!!"

(باقی)

منکرینِ خلافت کی شاطرانہ چالوں پر ایک نظر

"دعوتِ فکر" بجواب "لمحہ فکریہ"

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بھارہ

"پاڑی پورہ" (کشمیر) کے ایک مخلص احمدی نوجوان نے ایک ٹریکٹ بعنوان "لمحہ فکریہ" بھجوایا ہے تاکہ اس کا جواب "بدر" میں شائع کروا دیا جائے۔ یہ ٹریکٹ سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ بھدرواہ کے کسی غیر مبائع نے لکھا ہے۔ ٹریکٹ نویس کا نام اس پر درج نہیں ہے۔ بلکہ آخر میں یہ لکھا ہے کہ:-

"ہم ہیں آپ کے خیر اندیش ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ"

جہاں تک خاکسار کی معلومات ہیں بھدرواہ کے چند بے جان غیر مبائعین کی روح رواں ماسٹر عبد الکریم صاحب ہیں جن کے متعلق جماعت احمدیہ بھدرواہ کا تاثر یہ ہے کہ عبد الکریم صاحب موصوف بہائیت سے کافی متاثر رہے ہیں۔ اس کا علم خاکسار کو گذشتہ اکتوبر میں ہوا جبکہ ہمارا تبلیغی و تربیتی وفد کشمیر کے دورہ کے بعد بھدرواہ پہنچا تھا۔

صوبہ کشمیر و جموں میں تین مقام ایسے ہیں جہاں کچھ غیر مبائعین پائے جاتے ہیں اول سرینگر یہاں کچھ پیغامی موجود رہے ہیں جن میں سے ایک نے مصلح موعود ہونے کا دعوے بھی کر دیا ہے۔ دوسری جگہ پاڑی پورہ جہاں ناشر کاشمیری صاحب چند پیغامیوں کے روح رواں ہیں۔ ان کے والد صاحب مولوی عبد اللہ صاحب گورگانی کٹر بہائی عقیدہ رکھتے تھے۔ وہ بھی پیغامیوں سے ہی "بہائی" بنے تھے۔ اب ناشر صاحب اگرچہ غیر مبائع ہیں لیکن ان کے پاس اب بھی ایک بہائی رسالہ پہنچتا رہتا ہے۔ کشمیر کے گذشتہ دورہ کے موقعہ پر خاکسار پاڑی پورہ میں ہی مقیم تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقعہ پر پیغامیوں کے سیکرٹری تبلیغ مکرم غلام احمد شاہ صاحب ابدالی اور تین دوسرے پیغامی بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور باقی پیغامی دوست بھی پیغامیت کے عقائد کی کمزوری کو اچھی طرح محسوس کرتے اور اس کا برملا اعتراف بھی کرتے رہے۔

پیغامیت کا تیسرا مقام یہی بھدرواہ ہے جس کے لیڈر ماسٹر عبد الکریم صاحب بتائے جاتے ہیں۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کشمیر اور جموں میں ہزاروں ہزار احمدی (مشتمل بر) جماعتیں پائی جاتی ہیں جن میں یہ چند منکرین خلافت احمدی کہلا کر احمدیت کی مخالفت پہ ہر آن تیار رہتے ہیں۔

ربط و تعلق شیعیت، بہائیت اور پیغامیت کے عقائد و تاریخ پر نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ان تینوں تحریکوں کا ایک دوسری کے ساتھ نہایت گہرا ربط و تعلق ہے شیعہ حضرات بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلا فصل یقین کرتے ہیں اور باقی خلفاء کرام پر تبرا کرنا جزو ایمان سمجھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیعیت نے بہائیت جیسے قابل شرم عقیدہ کو جنم دیا۔ اور بہائیت وہ ننگِ انسانیت تحریک ہے جس نے قرآن کریم جیسی لاجواب اور آخری شریعت کو منسوخ قرار دے کر "اقدس" کو پیش کیا جسے "بہائی" آج تک شائع کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکے۔ اور نہ صرف یہ کہ بہائیت کو شیعیت نے جنم دیا ہے۔ بلکہ مسئلہ خلافت میں دونوں تحریکیں اب بھی متفق ہیں۔ جس طرح شیعہ حضرات خلفاء ثلاثہ کو گالیاں دیتے ہیں اسی طرح بابیت اور بہائیت بھی خلفاء ثلاثہ پر تبرا کرتی ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں بھی یہی نقشہ دکھائی دیتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر جو خلافت راشدہ الٰہی نوشتوں کے مطابق قائم ہوئی پیغامی حضرات شیعوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو خلیفہ برحق یقین کرتے ہیں اور باقی خلفاء کرام کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ شیعوں اور بہائیوں کی طرح ان خلفاء کرام پر گند اچھالنا اپنا مشغلہ حیات بنائے ہوئے ہیں۔

پس مسئلہ خلافت کے اعتبار سے شیعہ، بہائی، اور پیغامی ایک ہی ڈگر پر چل رہے ہیں۔

ان فی ذالک لاٰیۃ لاولی النہیٰ

ہاتھی کے دانت ٹریکٹ نویس نے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ نے ان منکرین خلافت کے علی الرغم لغوی ان کے:-

"سلسلہ احمدیہ میں ایک مستقل فتنہ کو قائم کیا وہ یوں کہ آنحضرت کی ختم نبوت کے بعد نیا نبی آ سکتا ہے نئے نبی پر ایمان نہ لانے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

(لمحہ فکریہ صک)

منکرین خلافت کے یہ محض ہاتھی کے دانت دکھانے کے ہیں اور کھانے کے اور ہیں جنہیں ٹریکٹ نویس نے درونگو را حافظہ نباشد کی ضرب المثل کے مطابق ٹریکٹ مذکور کے اسی صفحہ پر "تقیہ" کے پردہ کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"ہر مکتبِ فکر کا مسلمان خواہ وہ شیعہ ہے یا سنی اہل حدیث ہے یا اہلِ قرآن بریلوی ہے یا چکڑالوی دیوبندی ہے یا احمدی لاہوری ہے یا قادیانی علیحدہ بانگ دعاوی کرتا ہے کہ میں بھی حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین مانتا ہوں مگر غور سے دیکھا جائے تو ماسوائے "لاہوری جماعت احمدیہ" کے تمام فرقے عملاً قولاً فعلاً ختم نبوت کے منکر (نظر آ) رہے ہیں۔ ایک اہلِ عقل ضرور سوچے گا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کو مانا جائے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے۔ اسی طرح سے اگر ختم نبوت کے بعد ہم کسی پرانے نبی کے آنے کے خواہش ہوں تو لازماً اس طرح سے بھی ختم نبوت ٹوٹتی ہے"۔

(لمحہ فکریہ صک)

الجواب اس تحریر میں جماعت احمدیہ اور غیر احمدی فرقوں کو عملاً قولاً اور فعلاً ختم نبوت کا منکر قرار دیا گیا ہے [illegible] منکرین خلافت کو اس مسئلہ میں مستثنیٰ [illegible] ہے ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ٹریکٹ نویس نے امیر منکرین خلافت مولوی محمد علی صاحب [illegible] کی تحریرات سے ہی اخذ کر کے پیش کیا ہے لیکن ایک بات کو "تقیہ" کے پردہ میں [illegible] دیا ہے جسے ہم اس پردے کو خود امیر منکرین خلافت کے الفاظ میں اٹھا دیتے ہیں تا کھانے کے دانت دکھائی دینے لگیں چنانچہ مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں

"بیشک ختم نبوت کے منکر کو ہم بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں"۔

(پیغام صلح ۲۷ر جنوری ۱۹۴۱ء)

پس ثابت ہو گیا کہ منکرین خلافت [illegible] نزدیک جماعت احمدیہ [illegible] احمدی فرقے [illegible] "بے دین اور دائرہ اسلام سے [illegible]" ہیں۔ آہ بیچارے ٹریکٹ نویس نے جو اس بات کو ٹریکٹ کی زینت بنایا ہے کہ ہم لوگ کلمہ گو مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام [سے] خارج قرار نہیں دیتے یہ محض دکھانے [کے] دانت ہیں۔

ایک اور پہلو اگر غور سے دیکھا جائے تو ٹریکٹ نویس [illegible] باناتعلق [illegible] منکرین خلافت کو بہائیت [کے] پہلو بہ پہلو لا کھڑا کرتی ہے۔ ہم مانتے [illegible] کہ عقائد [illegible] مسئلہ ختم نبوت [illegible] بلا شبہ جماعت احمدیہ اور غیر احمدی [illegible] اصولی طور پر متحد ہیں۔ جماعت احمدیہ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ [السلام] [illegible] کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امّتی [illegible] کرتی ہے اور اسے ختم نبوت [illegible] نہیں سمجھتی اسی طرح غیر احمدی [illegible] علیہ السلام کی آمد ثانی [illegible] اسے ختم نبوت کے منافی نہیں [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن [illegible] الیٰ بنی اسرائیل [illegible] لئے اس پر "امتی نبی" کی [illegible] نہیں آ سکتی۔ مگر [illegible] عقیدہ رکھتے ہیں کہ [illegible] آمد ثانی [illegible] ہوں [illegible] غیر [illegible] ہے [illegible] اور غیر احمدیوں کے [illegible] شخصیت [illegible] اختلاف ہے نہ کہ [illegible] نبوت کے [illegible] ان کے مقابل [illegible] حضرات [illegible] رکھتے ہیں کہ [illegible] السلام نبوت [illegible] ہیں اس لئے [illegible] نہیں اور [illegible] مرزا غلام احمد علیہ السلام [illegible]

(بر)عکس خود نبی نہیں ہیں۔ لہٰذا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس طور سے خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد آپ کی امت کے اندر بھی کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور یہی عقیدہ ختم نبوت کے متعلق بہائیوں کا ہے۔ چنانچہ (ان کے) رسالہ الکوکب میں لکھا ہے:۔

"اہلِ بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امت محمدیہ یا بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اس لئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے۔ اور یہ دورِ نبوت کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے۔ اسی لئے اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور مرشد کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔"

(کوکب ہند جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۲۹ ۲۴ر جون ۱۹۲۸ء)

پس جس طرح منکرین خلافت اسلام (کی) نشاۃ اولیٰ کے منکرین خلافت کے قدم بقدم چل کر قرآن کریم سے دور ہو کر بہائیت (اور) اقدس کے قریب ہو گئے ہیں۔ اسی (طرح) یہ لوگ مسئلہ ختم نبوت میں بھی جملہ مسلمان فرقوں سے کٹ کر بہائیت کی گود میں چلے گئے ہیں۔ یہ سب کچھ خلافتِ راشدہ سے کٹ جانے کا نتیجہ ہے۔ ؎

گندم [illegible] بانم بیش پہ داز
کبوتر باکبوتر بازہ باز

ایک مشاہدہ خاکسار جب پاری پورہ پہنچا تو دیکھا کہ سڑک کے اس پار غیر احمدیوں کی مسجد ہے اور اس کے پاس ہی سڑک کے اس پار جماعت احمدیہ کی مسجد موجود ہے لیکن پیغامی حضرات کے لیڈر جناب تانیثر کاشمیری صاحب اور دوسرے [illegible] کی اقتداء تو نماز ادا کرتے ہیں مگر جماعت احمدیہ کی اقتداء میں نمازیں نہیں کرتے۔ حالانکہ مسئلہ ختم نبوت میں تو غیر احمدی، اور لاہوری منکرین خلافت ایک مقام پر کھڑے ہیں۔

البتہ جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب و تکفیر کا سوال ہے۔ جماعت احمدیہ کے پیغامی لوگ زیادہ قریب ہیں اس لئے نمازیں احمدیوں کی اقتدا میں "عقلاً" ادا کرنی چاہئیں۔ اس کے باوجود ان لوگوں کی یہ منطق سمجھ نہیں آتی جماعت احمدیہ کی مسجد کو دروازے پر چھوڑ کر مکذبین و مکفرین کی اقتداء میں دن رات نمازیں ادا کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے کسی امام الصلوٰۃ کی اقتداء کرنے کے لئے تانیثر صاحب تیار نہیں ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ منکرین خلافت اپنی ایک الگ مسجد بھی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پس دوسرا سوال یہ ہے کہ جب غیر احمدیوں کی اقتداء میں ان لوگوں کی نمازیں ہو جاتی ہیں تو الگ مسجد بنانے کے کیا معنے؟ شاید یہ سب کچھ شیعوں اور بہائیوں کے لفظ "تقیہ" کا نتیجہ ہے۔ اور اس کا سایہ پڑ رہا ہے۔

دائرہ اسلام منکرین خلافت غیر احمدیوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے کے لئے "دائرۂ اسلام" کے الفاظ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تحریرات سے لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور نے غیر احمدیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ حالانکہ حضور نے خود ہی ان الفاظ کی بار بار تشریح فرما دی ہے کہ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت اسلام سے دور جا پڑے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ خود غیر احمدی علماء کی تقریریں اس کی تصدیق کر رہی ہیں کہ آج مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے ہیں اور حدیث نبوی میں بھی ان مسلمانوں کو نام کا مسلمان بتایا گیا ہے (لا یبقیٰ من الاسلام الا رسمہٗ) باقی رہے خارج از اسلام کے الفاظ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ جو ظالم کے ساتھ چلتا ہے "خرج من الاسلام" (مشکوٰۃ) یعنی وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

علاوہ ازیں مندرجہ بالا سطور میں ثابت کیا گیا ہے کہ خود منکرین خلافت بھی جماعت احمدیہ اور غیر احمدیوں کو ختم نبوت کے منکر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ پس منکرین خلافت کو چاہیئے کہ کم از کم ۔۔۔۔۔ دائرۂ اسلام کے الفاظ کو خود اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب کی زبان میں ہی سمجھنے کی کوشش کریں۔

اتمام حجت منکرین خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح و مہدی اور حکم و عدل تسلیم کرتے ہیں۔ حضور نے بھی متعدد مقامات پر "دائرۂ اسلام" کے الفاظ رقم فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک تحریر درج ذیل ہے۔ فرمایا:۔

"ہمارا ایمان اعتقاد یہی ہے کہ مسیح بے باپ تھے۔ اور اللہ تعالےٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا ہم ایسے آدمی کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔"

(الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۱ء)

منکرین خلافت بڑی شد و مد کے ساتھ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت با باپ یقین کرتے ہیں۔ اور اس کی تائید میں مستقل طور پر لٹریچر شائع کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر بالا کی رو سے یہ لوگ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ پس منکرین خلافت جو جواب اس کا دیں گے وہی جواب ان "دائرۂ اسلام" کے الفاظ کا سمجھ لیں جو حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے غیر احمدیوں کے لئے استعمال فرمائے ہیں۔ (فما ھو جوابکم فھو جوابنا)

نیا اور پرانا نبی

ٹریکٹ نویس نے جس طرح "دائرۂ اسلام" کے الفاظ کو اچھالا ہے اسی طرح بار بار نئے اور پرانے نبی کے الفاظ بھی دہرائے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ کی تشریح بھی مختصر طور پر کر دی جائے ٹریکٹ نویس تحریر فرماتے ہیں:۔

"(۱) کیا حضرت مرزا صاحب نے اعلان نہیں کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکے گا۔

(۲) خود حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت نہیں ہیں بلکہ وہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔"

(الجواب فکریہ صفحہ ۱)

الجواب۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں بار بار وضاحت فرمائی ہے کہ حضور کا تشریعی یا مستقل نبی ہونے کا دعویٰ نہیں ہے کیونکہ ایسا دعوےٰ خاتم النبیین کی مہر کو توڑتا ہے۔ البتہ حضور نے "اُمتی نبی" ہونے کا بار بار دعوےٰ اپنی کتب میں پیش کیا ہے اور اس پر حلفیہ بیان بھی تحریر فرمائے ہیں۔ لیکن منکرین خلافت کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ یہ لوگ ہر قسم کے مدعی نبوت پر لعنت بھیج کر اپنے آقا اور محسن کو بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ درحقیقت شیعیت اور بہائیت کے "تقیہ" کا سایہ ہے جو منکرین خلافت کی ہر حرکت و سکون سے ٹپکتا ہے۔ کیونکہ اس تقیہ کی آڑ میں "شیعہ" اور "بہائی" اپنے بزرگوں پر لعنت بھیجنے میں کچھ مضائقہ خیال نہیں کرتے منکرین خلافت غور فرماویں کہ یہ لعنت اُلٹ کر کس پر پڑ رہی ہے ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک پیغامیوں کی تاریخ اس پر زندہ گواہ ہے۔ سمجھنے والے خود ہی سمجھ لیں کبھی تو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ علیہ السلام لکھتے ہیں کبھی رحمۃ اللہ علیہ کبھی (ودنو) یعنی رضی اللہ عنہ جیسا کہ اس ٹریکٹ میں لکھا ہے۔ یہ سب لفظ "تقیہ" کے سایہ کے کرشمے ہیں۔

اس تمہید کے بعد "پرانے نبی اور نئے نبی" کی تشریح خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور امیر منکرین خلافت جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے الفاظ میں پیش کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک مستقل نبی تھے اس لئے اس قسم کا نبی نیا ہو یا پرانا ختم نبوت کے خلاف ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ "امتی نبی" ہونے کا ہے۔ لہٰذا آپ کا دعوےٰ ختم نبوت کے خلاف نہیں پڑتا۔ پیغامیوں کا "تقیہ" ملاحظہ ہو کہ ہر قسم کے مدعی نبوت پر لعنت کر کے ایک خطرناک راستہ پر چل رہے ہیں۔ ۱۹۱۴ء سے آج تک کا مشاہدہ دنیا کے سامنے ہے۔ من جرّب المجرب حلت بہ الندامۃ

امیر المنکرین خلافت جب "صالح تھے" تو وہ بھی اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ کس قسم کا پرانا یا نیا نبی آ سکتا۔ موصوف مرحوم کی انکار خلافت سے پہلے کی تحریر ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت ہی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔

منکرینِ خلافت کی شاطرانہ چالوں پر ایک نظر

(بقیہ صفحہ ۱)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کیلئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر اپنے اخلاقِ کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے ۶۰۰ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئینگے جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے"۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو بابت ماہ مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۸۶)

ان دونوں تحریروں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ خاتم النبیین کے "سچے معنے" کیا ہیں اور یہ کہ نبوت کا کونسا دروازہ کھلا ہے اور کونسا بند ہے۔ اور "نئے اور پرانے نبی" سے کیا مراد ہے؟

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

پیشگوئی مصلح موعود

ٹریکٹ نویس نے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق بھی ایک وسوسہ پیش کیا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کیا حضرت مرزا صاحب نے مبشر بیٹے یا مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق متعدد اوقات میں متعدد بیٹوں پر چسپاں نہیں کیا اور تعاول کے طور پر نہ کہ حتمی اور یقینی طور کسی مخصوص شخصیت کا تعین کی؟"

الجواب۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مبشر بیٹے اور مصلح موعود کے لئے حتمی طور پر ۹ سال میعاد کے اندر پیدا ہونا بتایا تھا جس کا نام الہامی بشیر اور محمود بھی بتایا تھا۔ اور اس کے لئے زمین کے کناروں تک شہرت پانا بھی ضروری قرار دیا تھا۔ سو یہ سب باتیں اور ان کے علاوہ بہت سی علامتیں جو مصلح موعود کی پیشگوئی سے متعلق بتائی گئی تھیں پوری ہو گئی ہیں لیکن پیشگوئیوں کی اصل حقیقت ان کے پورا ہونے پر نمایاں طور پر کھلتی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مقدس وجود میں یہ پیشگوئی اظہر من الشمس ہو کر پوری ہو چکی ہے۔ اب اس مشاہدہ کو جھٹلانا۔ محض حقیقت سے آنکھیں موند لینے کے مترادف ہے۔ ویسے تو مسیح موعود کی پیشگوئی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی تو غیر مسلم تو در کنار خود مسلمانوں نے اس کا انکار کر دیا۔ عبد اللہ آتھم، پنڈت لیکھرام اور محمدی بیگم وغیرہ کے متعلق حضرت اقدس کی پیشگوئیاں وجد آفریں انداز میں پوری ہوئیں لیکن اکثر لوگ انکار کرتے ہیں اس لئے مصلح موعود کی پیشگوئی کو چند بدنصیب جھٹلاتے ہیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ اس پیشگوئی کو جھٹلا کر یہ لوگ لیکھرامیوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ کیونکہ پنڈت لیکھرام نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر اندر (مرزا) صاحب کا کاروبار تباہ ہو جائے گا اور وہ بیٹا بھی پیدا نہیں ہو گا جس کے متعلق مرزا صاحب پیشگوئی کر رہے ہیں۔

مصلح موعود کی پیشگوئی تو اس شان سے پوری ہوئی ہے کہ کوئی آریہ بھی اس پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کر سکا اور ان کی خاموشی بتاتی ہے کہ وہ دل ہی دل میں یقین رکھتے ہیں کہ ان کے پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی جھوٹی نکلی ہے مگر منکرین خلافت پنڈت لیکھرام کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

منکرینِ خلافت کے پاس قطعاً اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد اوقات میں متعدد بیٹوں پر پیشگوئی مصلح موعود کو چسپاں کیا ہو۔ اگر ان کے دل میں کوئی وسوسہ ہے تو وہ پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر حتمی اور یقینی طور پر بتایا تھا کہ:۔

"ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا"۔ (اشتہار ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء)

فرمایا:۔

"اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں"۔ (سبز اشتہار صفحہ ۷ حاشیہ)

منکرین خلافت اگر مقدس "محمود" اور "بشیر" کو مصلح موعود ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو پھر بتائیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کس بیٹے کو وہ مصلح موعود یقین کرتے ہیں؟

حقیقت یہی ہے کہ اس حتمی وعدہ کے مطابق مصلح موعود ظاہر ہو چکا اور منکرین خلافت کے "اکابر" نے اسے نیچا دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اس کی خلافت کا مقابلہ اول اور آخر استکبار سے کیا۔ اور آج اس کا نتیجہ ہمارے اور منکرین خلافت کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسئلہ وفاتِ مسیح کو اس طور سے واضح فرما دیا ہے کہ کوئی شخص احمدی کہلا کر "وفاتِ مسیح" وغیرہ کے مسائل میں تو اپنی کم فہمی کی وجہ سے اختلاف کر سکتا ہے۔ لیکن احمدی کہلا کر "وفاتِ مسیح" کے مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا اسی طرح حضور کے حسن و احسان میں نظیر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مسئلہ خلافت کو اس طور سے واضح فرما دیا ہے کہ کوئی شخص جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مصلح موعود یقین کرتا ہے وہ مسئلہ خلافت میں اختلاف نہیں کر سکتا اور یہی وہ عظیم الشان مسائل ہیں جن پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے۔ اور انہی دو مسائل پر بعد میں آنے والے مسلمانوں نے بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور یہی دو عظیم کارنامے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے حسن و احسان میں نظیر المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے مقدس ہاتھوں سے انجام پائے ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے ان منکرین خلافت کی۔ کہ ان کے سامنے شیعوں کا تجربہ موجود ہے کہ وہ بھی خلافت راشدہ کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہیں اور دوسرے کا انکار کرتے ہیں (صرف حضرت علی رضہ کو خلیفہ برحق مانتے ہیں) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیعیت نے بہائیت جیسے ننگِ انسانیت عقیدہ کو جنم دیا۔ پیغامیوں نے بھی یہی عقیدہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں اپنا لیا ہے من جرب المجرب حلت به الندامة پیغامی دوست بھی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق یقین کرتے ہیں اور باقی خلفاء کرام کا انکار کرتے ہیں۔ دیکھئے ... (اللہ تعالےٰ) ان لوگوں کی ہدایت کے سامان پیدا کر دے۔ آمین۔

فذکر ان نفعت الذکریٰ
کنت من المتفکرین
وما علینا الا البلاغ
المبین ؛

جماعت احمدیہ کا چھہترواں الٰہی جلسہ سالانہ

(بقیہ صفحہ ۲)

حضور نے واضح فرمایا کہ ان آیات میں اُس دُنیا کا نقشہ بھی کھینچا گیا ہے اور اِس دُنیا کا نقشہ بھی کھینچا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جب اس دنیا میں تمہارے لئے جنت مقدر ہو جائے گی تو تم محسوس کروگے کہ تم بعض صفات سے متصف ہو چکے ہو اور ایک لحظہ کیلئے بھی ان سے جدا ہونا نہیں چاہتے۔ اگر یہ نہیں تو تم خطرہ کی حالت میں ہو شیطان کسی وقت بھی تم پر حملہ کر سکتا ہے اور تمہیں جنت سے محروم کر سکتا ہے پس عاجزی، تذلل اور تضرع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھکو اور اس سے یہ چاہو کہ وہ تمہیں اس جہان میں بھی اور اُس جہان میں بھی جنات عیون میں داخل کرے۔ اُن لوگوں کی صفات کو واضح کرتے ہوئے جن کے لئے جنت مقدر کی جاتی ہے حضور نے فرمایا یہ شخص جسے دین کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے میں لذت محسوس ہو۔ یہ شخص جس میں دوسروں سے حسد پیدا ہونے لگے۔ وہ شخص جو خوف کا جذبہ اپنے دل میں نہیں پاتا وہ شخص جو اپنے بھائیوں کے لئے امن اور سلامتی کی دعا نہیں کرتا وہ خطرہ میں ہے۔ اور جنت عیون کا وارث قرار نہیں پا سکتا۔

حضور کی پہلی تقریر

جلسہ سالانہ میں ۱۲ رجنوری ۔۔۔ کو حضور ایدہ اللہ نے جمعہ اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھانے کے بعد احباب کو ایک تفصیلی خطاب سے نوازا۔ حضور کی تقریر حسب معمول غلبہ اسلام اور جماعتی ترقی سے تعلق رکھنے والے متفرق امور کے بارہ میں تھی۔

حضور نے اس تقریر کے شروع میں سلسلہ کے بعض رسائل اور حال ہی میں شائع ہونے والی بعض کتب خریدنے اور ان سے استفادہ کرنے کی تحریک فرمائی۔ بعد ازاں تحریک وقف عارضی، فضل عمر فاؤنڈیشن، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے تحت انجام دیئے جانے والے کاموں اور ان کے خوش کن نتائج پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس ضمن میں احباب کو انکی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تقریر کے آخر میں حضور نے اپنے حالیہ سفر یورپ کے بعض نہایت ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جب حضور نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی کامیابیوں کا ذکر فرمایا تو فضا بار بار پُرجوش اسلامی نعروں سے گونج اُٹھتی رہی۔

وقف جدید کے کام کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ اس تحریک کے تحت رضا کارانہ بنیادوں پر اتنا کام ہو چکا ہے کہ اگر اسے عام مزدور کی تین روپے یومیہ اجرت کے حساب سے شمار کیا جائے تو ستّی لاکھ روپے اجرت بنتی ہے۔ اور اگر وقت کا حساب لگایا جائے تو یہ ایک شخص کا دو صدیوں کا کام بن جاتا ہے۔ وقف عارضی کے تحت آئندہ انجام دیئے جانے والے کام کی اہمیت اور وسعت کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا سال رواں میں کم از کم ساڑھے سات ہزار واقفین کی ضرورت ہے اس لئے ضروری ہے کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو وقف کریں۔

فضل عمر فاؤنڈیشن کے سلسلہ میں حضور نے اس امر پہ خوشی کا اظہار فرمایا کہ دنیا بھر کی جماعتوں نے بہت فراخدلی سے اس میں حصہ لیا ہے اس کے تحت تیار کئے گئے منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات عیدین کی ایک جلد عنقریب شائع ہو جائیگی۔ اسکے بعد خطبات نکاح، خطبات جمعہ اور دیگر تقاریر شائع کرنیکا انتظام کیا جائیگا۔ حضور نے اس امر کا بھی ذکر فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک جامع سوانح حیات بھی زیر تدوین ہے اور اس بارہ میں ابتدائی کام مکمل ہو گیا ہے۔ ایک عظیم الشان لائبریری تعمیر کرنیکا بھی فیصلہ کیا گیا ہے جس میں کم از کم ۵۰ ہزار کتب ہونگی۔ نیز ایک ریڈنگ روم اور تحقیق کرنیوالوں کیلئے کمرے بھی تعمیر کئے جائیں گے۔

حضور نے تحریک جدید کے تحت قائم شدہ تبلیغی مشنوں اور ان کے ذریعہ انجام پانیوالی غلبہ اسلام کی جدوجہد کا بھی تفصیل سے ذکر فرمایا اور آخر میں سفر یورپ کے حالات بیان کرتے ہوئے اس سفر اور اسکے نتائج کے متعلق وہاں کے نامور اخبارات کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ وہاں کے اخبارات نے میرے متعلق جو تعریفی کلمات لکھے ہیں انہیں پڑھ کر مجھے اونٹوں پر موتیں سوار ہونے والی بات یاد آجاتی تھی (جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے) حضور نے فرمایا انہوں نے مجھے نہیں دیکھا بلکہ انہوں نے وہ کچھ دیکھا جو خدا تعالیٰ انہیں دکھانا چاہتا تھا۔ اس پر میرا دل اُس کی حمد سے بھر گیا۔

حضور ایدہ اللہ کی دوسری تقریر

جلسہ کے تیسرے دن (۱۴ جنوری) کے دوسرے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ گذشتہ سال میں نے چند خطبات میں اُن مقاصد پر روشنی ڈالی تھی جن کا تعلق خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر سے تھا اور کسی قدر تفصیل کے ساتھ یہ بتایا تھا کہ یہ تمام مقاصد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کو حاصل ہوئے تھے۔ خیال تھا کہ آج کے دن اس تمہید کے بعد میں ایک عملی منصوبہ جماعت کے سامنے رکھوں گا لیکن ایک دن قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اس طرف پھیری کہ ان مقاصد کے حصول کیلئے قوم میں بہت سی باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ میں نے غور کیا تو اس سلسلہ میں نو باتیں میرے ذہن میں آئیں جن پر عمل کرنے اور ان کو اپنی زندگیوں میں محکم کرنیکے بعد جماعت اس منصوبہ پر جو میں انکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں زیادہ بہتر طریق پر عمل کر سکے گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرے اور اس کے بندے دنیا کے دل اس کے لئے جیتیں اور بنی نوع انسان اسلام کے روحانی اور برکات سے فائدہ اُٹھائیں۔ ان برکات کے انتشار کیلئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے اسلئے ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد ان ۹ بنیادی خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور یہ وہی خوبیاں ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں پائی جاتی تھیں۔ اور جن کے باعث اللہ تعالیٰ کا فضل انکے شامل حال ہوا اور انہوں نے دنیا میں بے نظیر کامیابیاں حاصل کیں یہ بنیادی خوبیاں یہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی (۲) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت (۳) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع (۴) اُس عقل کا پیدا ہونا اور دماغ کا منور اور روشن کرنا جو بیوں کو رد کرتی ہے (۵) اندھیروں کو اس کمال تک پہنچانا (۶) مسابقت کی روح پیدا کرنا یعنی ہر شخص کوشش کرے کہ وہ دوسروں سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں دینے والا بن جائے (۷) یہ جذبہ جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہو کہ ہم نے ساری دنیا میں پھیل جانا ہے۔ (۸) رضا کارانہ طور پر خدمت کا جذبہ پیدا کیا جائے (۹) توکل کو اس معیار پر پہنچایا جائے کہ جہاں صرف اور صرف خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ ہو اور دل اس یقین سے پُر ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کارساز ہے اور وہ ہمارے سب کام کر سکتا ہے۔

یہ ۹ بنیادی خوبیاں اور انکی پُر معارف تفصیلات بیان فرمانے اور یہ بتانے کے بعد کہ یہ سب اوصاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ حضور نے حاضرین کو دوبارہ اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ان خوبیوں کو پیدا کئے بغیر خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد حاصل نہیں کئے جا سکتے پس ہم سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد میں یہ خوبیاں پیدا کر دے۔

حضور کی یہ پُر معارف تقریر دو گھنٹے تک جاری رہی۔ احباب نہایت ذوق شوق اور ذوق و ولولہ عشق کے عالم میں حضور کے ارشادات سے مستفیض ہوئے۔ فضا بار بار پُرجوش اسلامی نعروں سے گونج اُٹھتی رہی اسکے نتیجہ میں انکے ایمانوں کو ایک نئی تازگی ان کی روحوں کو بالیدگی اور خدمت اسلام کے عزائم کو نئی پختگی حاصل ہوئی۔ وہ کمال محویت کے عالم میں ان سرمدی نغمات پر جھومتے اور سر دُھنتے رہے۔

تقریر کے آخر میں حضور نے احباب کو درد بھری دعاؤں سے نوازا اور پھر ایک پُرسوز اجتماعی دعا کے بعد احباب کو واپس جانے کی اجازت عطا فرما کر انہیں بڑے ہی محبت و پیار کے لہجہ میں رخصت فرمایا۔

ضروری اعلان

علی محمد صاحب ننگلی سابق درویش جو قادیان سے مستقل طور پر جا چکے ہیں ان کے ناپسندیدہ افعال کی بنا پر انکا معاملہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سامنے پیش ہوا تھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"ایسا شخص احمدی نہیں ہو سکتا۔ اعلان کر دیا جائے جماعت سے نکل چکا ہے۔"

لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ علی محمد صاحب ننگلی سابق درویش کا جو قادیان سے مستقل طور پر جا چکے ہیں۔ اب جماعت احمدیہ سے اور مقامی جماعت قادیان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کوئی دوست ان سے راہ و رسم و تعلقات نہ رکھیں۔

ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان